AL BURHAN FI ULOOM-AL-QURAN & AL-ITQAN FI ULOOM-AL-QURAN: A METHODOLOGICAL AND COMPARATIVE STUDY

البرہان فی علوم القرآن" اور "الاتقان فی علوم القرآن": منہجی وتقابلی مطالعہ

Nazakat Ali, Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, University of Haripur. Email: alinazakat192@gmail.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-4884-0052
Muhammad Noman, Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, University of Haripur. Email: numanm964@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-2093-9501
Muhammad Zahid, Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University,Mansehra. Email: muftizahidbtm@gmail.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-1633-5246

ABSTARCT
Al-Burhan Fi Uloom-al-quran and Al-Itqan Fi Uloom-al-quran both books are related to elm quran and their author's represent shafi school of thought. It is essential to know the methodology of these books to comparative study of them, they have common method in many subjects of these books but they have got different from each other in many chapters. This article is divided into three categories: (1) common aspects of the particular adopted method, (2) different aspects of particular adopted, (3) essence of article. Alama Zarkashi describes many topics briefly but Alama Sayoti elaborates them. They both commonly quote Quran and hadith reference per ferly. They are different in quoting other expertise views and their proves. The result of derivate by this article that Al-Itqan is better then Al-burhan because of some specific and beneficial way of describing precious topics.
KEYWORDS: *Comparative study Al-Burhan Fi Uloom-al-Quran, Alama Zarkashi, Al-Itqan Fi Uloom-al-quran, Alama Sayoti.*

تمہید: البرہان فی علوم القرآن کے مصنف ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر زرکشیؒ (متوفی:794ھ)[i] ہیں اور الاتقان فی علوم القرآن کے مصنف عبد الرحمن بن ابو بکر، جلال الدین سیوطیؒ (متوفی:911ھ)[ii] ہیں۔ دونوں حضرات شافعی المسلک ہیں لیکن دونوں کے زمانوں میں تقریبا ایک صدی سے کچھ اوپر کا فرق ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ دونوں کتابیں علوم القرآن سے متعلق ہیں، اور دونوں کتابوں کو بہت شہرت بھی حاصل ہوئی۔ اس سے قبل الاتقان فی علوم القرآن کا اردو ترجمہ خالد مقبول صاحب نے طبع کیا اور مکتبۃ العلم نے اسے شائع بھی کیا اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے تحقیقی جریدے فکر و نظر 1969 کے والیم 6 میں ایک آرٹیکل "انتقاد: الاتقان فی علوم القرآن" شائع ہوا لیکن البرہان فی علوم القرآن اور الاتقان فی علوم القرآن کے منہج اور ان کے تقابل پر بحث نہیں کی گئی۔ علوم القرآن کے حوالے سے دونوں کتب بہت اہمیت کی حامل ہیں، اور ان سے استفادے کے لیے ان کے منہج کو جاننا بھی اہم اسی کے پیش نظر دونوں کتابوں کا منہجی تقابلی جائزہ لیا گیا۔ دونوں کتابوں کے اسلوب و منہج کے بہت سے امور میں مشترکات کے ساتھ ساتھ اختلافات بھی ہیں۔

ذیل میں دونوں کتابوں میں اختیار کیے گئے منہج کے تقابل کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو کہ درجہ ذیل ہے۔

1۔دونوں کتب کے منہج کے مشترکہ پہلو: مذکورہ بالا دونوں کتابیں ایک ہی علم یعنی علوم القرآن سے متعلق ہیں اسی وجہ سے دونوں کے منہج واسلوب میں کافی مناسبت بھی ہے۔مندرجہ ذیل امور میں دونوں کتابیں منہج واسلوب میں مشترک ہیں۔

مصادر کا ذکر: البرہان فی علوم القرآن میں علامہ زرکشیؒ نے اکثر جگہ پر اس کا اہتمام کیا ہے کہ کسی بھی عنوان کے تحت اس عنوان پر لکھی گئی مشہور کتب کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مثال نمبر1: علم تشابہ کی بحث کو شروع کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:''**وقد صنف فيه جماعة ونظمه السخاوي وصنف في توجيهه الكرماني كتاب البرهان والرازي درة التأويل**''[iii] اور اس یعنی علم تشابہ پر ایک جماعت نے لکھا ہے اور السخاوی نے اسے منظم کیا اور اس کی توجیہ میں کرمانیؒ نے کتاب البرہان، اور رازیؒ نے درۃ التأویل لکھیں۔

مثال نمبر2: معرفۃ المناسبات بین الآیات کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:''**وقد أفرده بالتصنيف الأستاذ أبو جعفر بن الزبير شيخ الشيخ أبي حيان وتفسير الإمام فخر الدين فيه شيء كثير من ذلكِ**''[iv] شیخ ابو حیانؒ کے شیخ استاد ابو جعفر بن زبیرؒ اس کی تصنیف کے ساتھ منفرد ہیں اور امام فخر الدینؒ کی تفسیر (مفاتیح الغیب، المشہور تفسیر کبیر) میں اس کے بارے میں بہت سی چیزیں ہیں۔

مثال نمبر3: علم المبہمات کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:''**وقد صنف فيه أبو القاسم السهيلي كتابه المسمى بالتعريف والإعلام وتلاه تلميذه ابن عساكر في كتابه المسمى بالتكميل والإتمام**''[v] اور اس پر ابو القاسم السہیلیؒ نے کتاب **التعريف و الإعلام** لکھی اور ان کے شاگرد ابن عساکرؒ نے اپنی کتاب میں **التكميل و الإتمام** میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی الاتقان فی علوم القرآن میں اکثر جگہوں پر اس کا اہتمام کیا ہے کہ کسی عنوان پر لکھی گئی مشہور تصانیف کا مختصراً ذکر کیا ہے چنانچہ ذیل میں اس کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

مثال نمبر1: معرفۃ اسباب النزول کے عنوان کے تحت اس پر لکھی گئی مشہور کتب کا تعارف اس طرح کراتے ہیں کہ:

''**أفرده بالتصنيف جماعة أقدمهم علي بن المديني شيخ البخاري ومن أشهرها كتاب الواحدي على ما فيه من إعواز وقد اختصره الجعبري فحذف أسانيده ولم يزد عليه شيئا وألف فيه شيخ الإسلام أبو الفضل بن حجر كتابا مات عنه مسودة فلم نقف عليه كاملا وقد ألفت فيه كتابا حافلا موجزا محررا لم يؤلف مثله في هذا النوع سميته: "لباب النقول في أسباب النزول**''[vi] اس عنوان کو ایک جماعت نے لکھنے کے ساتھ منفرد کیا ہے ان میں سب سے مقدم بخاریؒ کے شیخ علی بن المدینیؒ ہیں۔ اور اس پر سب سے مشہور واحدی کی کتاب ہے جس میں مطلوب کے حصول پر کوئی دشواری نہیں اور اس کو الجعبریؒ نے مختصر کیا اور اس کی اسانید کو حذف کیا اور اس پر کسی چیز کی زیادتی نہیں کی اور اس پر شیخ الاسلام ابو الفضل ابن حجرؒ نے ایک کتاب لکھی اور اس کا مسودہ ان سے گم ہو گیا تو ہم اس سے پوری طرح سے خبردار نہیں ہوئے۔میں نے اسباب نزول پر مشتمل ایک مختصر کتاب لکھی، اس عنوان پر اس جیسی

کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، اور میں نے اس کا نام "لباب النقول فی اسباب النزول" رکھا ہے۔

مثال نمبر2: فی معرفۃ غریبہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ: "أفرده بالتصنيف خلائق لا يحصون: منهم أبو عبيدة وأبو عمر الزاهد وابن دريد. ومن أشهرها كتاب العزيزي فقد أقام في تأليفه خمس عشرة سنة يحرره هو وشيخه أبو بكر بن الأنباري. ومن أحسنها المفردات للراغب ولأبي حيان في ذلك تأليف مختصر في كراسين."[vii] اس عنوان پر بہت سی مخلوق نے لکھا ہے جس کو گنا نہیں جا سکتا: ان میں سے ابو عبیدہؒ، ابو عمر الزاھدؒ اور ابن دریدؒ ہیں۔ اور اس پر سب سے مشہور کتاب عزیزیؒ کی کتاب ہے اور وہ ان کے شیخ ابو بکر الانباریؒ اس کو پندرہ سال لکھتے رہے۔ اور اس پر سب سے اچھی کتاب راغب کی المفردات اور ابو حیانؒ کی کی تالیف "مختصر فی کراسین" ہے۔

مثال نمبر3: ناسخ منسوخ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ: "أفرده بالتصنيف خلائق لا يحصون منهم أبو عبيد القاسم بن سلام وأبو داود السجستاني وأبو جعفر النحاس وابن الأنباري ومكي وابن العربي وآخرون" اس کو اتنی مخلوق نے لکھنے کے ساتھ منفرد کیا ہے جن کو شمار میں نہیں لایا جا سکتا، ان میں سے ابو عبیدہ القاسم بن سلامؒ اور ابو داؤد سجستانیؒ اور ابو جعفر النحاسؒ اور ابن الانباریؒ اور مکیؒ اور ابن العربیؒ اور دوسرے ہیں۔ مندرجہ بالا مثالوں سے یہ اسلوب سامنے آیا کہ علوم القرآن سے متعلق دونوں کتابوں میں قائم کردہ عنوان کے تحت اس عنوان پر سابقہ مشہور کتب کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے، اور اس اسلوب میں دونوں کتابیں مشترک ہیں۔

قرآن سے استشہاد واستدلال: علوم القرآن سے متعلق مذکورہ دونوں کتابوں میں لغوی معنی بیان کرتے ہوئے قرآن کریم سے استشہاد کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر البرہان میں علامہ زرکشیؒ نسخ کے لغوی معنی پر سورۃ حج کی اس آیت کو بطور استشہاد کے پیش کرتے ہیں: " فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِه"[viii] چنانچہ لکھتے ہیں کہ: "والنسخ يأتي بمعنى الإزالة ومنه قوله تعالى: {فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله} .ويأتي بمعنى التبديل كقوله: {وإذا بدلنا آية مكان آية}"[ix] اور نسخ کے معنی ازالہ کرنے (مٹانے) کے ہیں اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے (پس اللہ تعالیٰ مٹا دیتے ہیں جس کو شیطان ڈالتا ہے پھر اللہ تعالیٰ پختہ کر دیتا ہے۔) اور تبدیل کرنے کے معنی بھی آتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول (اور جب ہم تبدیل کر دیتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت۔) الاتقان میں علامہ سیوطیؒ نے بھی نسخ کے لغوی معنی پر قرآن کریم کی اسی آیت کو بطور استشہاد کے پیش کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: "يرد النسخ بمعنى الإزالة ومنه قوله: فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته وبمعنى التبديل ومنه: وإذا بدلنا آية مكان آية"[x] نسخ ازالہ کرنا یعنی مٹانے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول (پس اللہ تعالیٰ مٹا دیتے ہیں جس کو شیطان ڈالتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے۔) اور نسخ تبدیل کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے اور اس آیت کریمہ میں نسخ کے یہی معنی ہیں (اور جب ہم تبدیل کر دیتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت۔) ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علوم القرآن سے متعلق مذکورہ دونوں کتابوں میں لغوی معنی بیان

کرنے کے لیے قرآن کرین کو بطور استشہاد کے پیش کیا گیا ہے۔اسی طرح دونوں کتابوں میں قرآن کریم سے استدلال بھی کیا گیا ہے چنانچہ البرہان میں قرآن کریم کے معجز ہونے پر قرآن کریم سے استدلال کیا۔چنانچہ لکھتے ہیں:

"**وهو علم جليل عظيم القدر لأن نبوة النبي صلى الله عليه وسلم معجزتها الباقية القرآن وهو يوجب الاهتمام بمعرفة الإعجاز قال تعالى: {كتاب أنزلناه إليك لتخرج الناس من الظلمات إلى النور بإذن ربهم إلى صراط العزيز الحميد} وقال سبحانه: (وإن أحد من المشركين استجارك فأجره حتى يسمع كلام الله) فلولا أن سماعه إياه حجة عليه لم يقف أمره على سماعه ولا تكون حجة إلا وهي معجزة**"[xi] اور وہ بہت شان اوبڑی قدر رو منزلت والا علم ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوۃ کا معجزہ قرآن کا باقی رہنا ہے اور وہ اعجاز کے جاننے کے اہتمام کو واجب کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا(اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تاکہ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں اپنے رب کے حکم سے غالب اور تعریف والے کے راستے کی طرف)اور اللہ سبحانہ نے فرمایا(اور اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگیں کو تو آپ اسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سن لیں)پس اگر قرآن کا سننا خاص ان کے لیے حجت (دلیل) نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے سننے کا حکم نہ کرتے اور قرآن معجزہ ہونے کی وجہ سے حجت (دلیل) ہے۔اسی طرح الاتقان میں علامہ سیوطیؒ نے بھی قراان کریم کے معجز ہونے پر بحوالہ فتح الباری سورۃ توبہ کی اسی آیت کو استدلال میں پیش کیا چنانچہ لکھتے ہیں:"**فلولا أن سماعه حجة عليه لم يقف أمره على سماعه ولا يكون حجة إلا وهو معجزة**"[xii] پس اگر قرآن کا سننا خاص ان کے لیے حجت (دلیل) نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے سننے کا حکم نہ کرتے اور قرآن معجزہ ہونے کی وجہ سے حجت (دلیل) ہے۔ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ کتب مذکورہ قرآن کریم سے استدلال کے اسلوب میں مشترک ہیں۔

قرآن کریم سے مثالیں: دونوں کتابوں میں مختلف اصطلاحات کے لیے قرآن کریم سے مثالیں بھی پیش کی گئیں ہیں۔مثلا ایجاز، اطناب ،حصر واختصاص، خبر وانشاء، حقیقت مجاز، تشبیہ استعارہ وغیرہ اصطلاحات کے بیان میں قرآن کریم سے ان کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔مثلا علامہ زرکشیؒ البرہان میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے کہاں وقف کرنا لازم ہے اور کون سی جگہ وصل کرنا ہے کی مثال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:" **فإنه ينبغي أن يوقف على الآية التي فيها ذكر العذاب والنار وتفصل عما بعدها نحو أولئك أصحاب النار هم فيها خالدون ، ولا توصل بقوله والذين آمنوا وعملوا الصالحات، وكذا قوله حقت كلمت ربك على الذين كفروا أنهم أصحاب النار ، ولا توصل بقوله الذين يحملون العرش، وكذا يدخل من يشاء في رحمته ، ولا يجوز أن يوصل بقوله والظالمون ، وقس على هذا نظائره**"[xiii] پس ضروری ہے کہ جس آیت میں عذاب اور آگ (دوزخ) کا ذکر ہے اس پر وقف کرے اور اس کے بعد والی آیت کو اس سے جدا کرے جیسے یہی ہیں آگ (دوزخ) والے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔اسے بعد والی آیت (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے) کے ساتھ نہ ملائے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول (ثابت ہو گیا تیرے رب کا حکم کافروں کے لیے کہ وہ آگ (دوزخ) والے ہیں) اور اس کو نہ ملایا جائے (جنھوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے) اور اسی طرح (وہ جس کو چاہے گا اپنی رحمت میں داخل

کرے گا) اس کو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ملانا جائز نہیں ہے (اور ظالم) اور اسی پر دیگر مثالوں کو قیاس کیا جائے۔ علامہ سیوطیؒ الاتقان میں خبر کی بحث کے تحت خبر کے مقصد کو بیان کر کے اس کے معانی کو بیان کر کے ان کی مثالیں قرآن سے پیش کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ: "**القصد بالخبر إفادة المخاطب وقد يرد بمعنى الأمر نحو:والوالدات يرضعن والمطلقات يتربصن وبمعنى النهي نحو: لا يمسه إلا المطهرون وبمعنى الدعاء نحو: وإياك نستعين أي أعنا** "خبر سے مقصود مخاطب کو فائدہ دینا ہوتا ہے اور کبھی خبر حکم کے معنی میں ہوتی ہے جیسے (مائیں دودھ پلائیں) (اور مطلقہ عورتیں انتظار کریں) اور کبھی نہی کے معنی میں ہوتی ہے جیسے (قرآن کریم کو نہ مس کریں مگر پاک) اور کبھی دعا کے معنی میں (اور ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) یعنی ہماری مدد کر۔ ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کتب مذکورہ میں مختلف اصطلاحات کی توضیح و تشریح میں قرآن کریم سے مثالیں پیش کرنے کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

احادیث سے استدلال: البرہان اور الاتقان دونوں کتابوں میں مختلف احکام و مسائل کے ثبوت کے احادیث رسول ﷺ سے استدلال کیا گیا ہے، اسی طرح حدیث کو دلیل کے طور پر بھی جگہ جگہ پیش کیا گیا ہے مثلا قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر یکبارگی لیلۃ القدر میں نازل ہوا کا قول نقل کیا گیا اور دلیل میں یہ حدیث پاک بحوالہ مستدرک حاکم پیش کی گئی۔ "**أنزل القرآن جملة واحدة إلى سماء الدنيا في ليلة القدر ثم نزل بعد ذلك في عشرين سنة**"[xiv] قرآن کریم لیلۃ القدر میں یکبارگی آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر اس کے بعد بیس سال میں نازل ہوا۔ اسی طرح الاتقان میں حدیث رسول ﷺ کو جگہ جگہ بطور دلیل کے پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی آسمان دنیا پر یکبارگی نزول کے قول پر یہ حدیث پاک بحوالہ مستدرک و بیہقی پیش کی ہے۔ "**أنزل القرآن في ليلة القدر جملة واحدة إلى سماء الدنيا وكان بمواقع النجوم وكان الله ينزله على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعضه في إثر بعض.**" قرآن کریم لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر یکبارگی نازل کیا گیا اور وہ ستاروں کے غروب ہونے کی جگہ میں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بعض کو بعض کے پیچھے بتدریجاً رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا۔ ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ البرہان اور الاتقان دونوں کتابوں میں حدیث کو بطور دلیل کے ذکر کرنے کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

روایات پر حکم لگانا: بعض جگہوں پر مختلف ابحاث کے تحت روایات کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر جو حکم لگایا گیا ہے اس کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ البتہ سند پر بحث سے اجتناب کیا گیا ہے۔ گویا روایت اور اس پر لگائے گئے حکم کو نقل کرنے میں دونوں کتب کا منہج یکساں ہے۔ اور بعض مقامات پر صرف روایت کو نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے اس پر حکم نہیں لگایا گیا ہے۔ مثلا علامہ زرکشیؒ نے البرہان میں قرآن کریم کے فضائل بیان کرتے ہوئے حدیث نقل کی کہ: "**من شغله القرآن عن ذكري ومسألتي أعطيته أفضل ما أعطي السائلين**"[xv] جس کو قرآن مجھ سے سوال کرنے اور میرے ذکر سے مشغول رکھے میں اسے سوال کرنے والوں کو جو دیا گیا اس سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔

اس حدیث کو نقل کیا تو اس کا حکم نقل نہیں کیا کہ صحیح، حسن وغیرہ اسی طرح سند حدیث کو بھی ذکر نہیں کیا۔ اس طرح اور بھی بہت احادیث نقل کی ہیں لیکن ان کی سند اور حکم کو نقل نہیں کیا۔ البتہ بعض جگہوں پر حدیث کو نقل کر کے اس پر لگائے گئے حکم کو بھی نقل کیا گیا ہے۔ مثلاً: البرہان میں قرآن کریم کے نزول کی کیفیت کے عنوان کے تحت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر کے اس کا حکم بھی نقل کیا ہے۔ "**أنزل القرآن جملة واحدة إلى سماء الدنيا في ليلة القدر ثم نزل بعد ذلك في عشرين سنة قال الحاكم صحيح على شرط الشيخين**"[xvi] قرآن کریم لیلۃ القدر کو یکبارگی آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر اس کے بعد بیس سال میں نازل کیا گیا حاکم نے فرمایا شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ اسی طرح "**في بيان معاضدة السنة للقرآن**"[xvii] کے عنوان کے تحت بہت سی احادیث نقل کی ہیں لیکن ان پر صحیح، حسن وغیرہ کوئی حکم نہیں لگایا۔ یعنی صرف متن حدیث نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ الاتقان میں علامہ سیوطیؒ نے بھی کئی مقامات پر صرف متن حدیث نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ مثلا" **في آداب تلاوته وتاليه**"[xviii] کے عنوان کے تحت بہت سی روایات نقل کی ہیں لیکن ان پر حکم نہیں لگایا ہے۔ البتہ بہت سے مقامات پر حدیث پر لگائے گئے حکم کو بھی ذکر کیا ہے۔ مثلا "**ما نزل مشيعا وما نزل مفردا**"[xix] کے عنوان کے تحت حدیث نقل کی اور اس کا حکم بھی نقل کیا ہے۔ "**لما نزلت سورة الأنعام سبح رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال: "شيع هذه السورة من الملائكة ما سد الأفق ". قال الحاكم: صحيح على شرط مسلم لكن قال الذهبي فيه انقطاع وأظنه موضوعا.**"[xx] جب سورۃ الانعام نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی اور پھر فرمایا اس سورۃ کو چھوڑنے کے لیے آسمان کے کناروں تک فرشتے آئے۔ حاکمؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن ذہبیؒ نے فرمایا کہ اس میں انقطاع ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ موضوع ہے۔ البتہ دونوں کتابوں میں حدیث کا حوالہ دینے کا اسلوب تقریبا ایک جیسا ہے مثلا البرہان میں "**وقد روى البيهقي عن أبي هريرة**"[xxi] کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ اسی الاتقان میں بھی اسی اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے۔ مثلا "**وروى مسلم عن ابن عباس**"[xxii]

2۔دونوں کتب کے منہج کے اختلافی پہلو: البرہان فی علوم القرآن اور الاتقان فی علوم القرآن کے اسلوب میں قدرے اختلاف بھی ہے۔ درجہ ذیل امور میں دونوں کے اسلوب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اجمال و اختصار: علامہ زرکشیؒ نے کئی مواقع پر اختصار کے اسلوب کو اپنایا ہے جبکہ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں تفصیل کے اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی سورتوں کو علامہ زرکشیؒ نے صرف مکی اور مدنی دو اقسام میں تقسیم کیا ہے اور مکی اور مدنی سوتوں کی تعریف میں اقوال العلماء نقل کیے اور اس کے ساتھ ساتھ مکی اور مدنی سورتوں کو علامات کو بھی بیان کیا ہے۔ جب کہ الاتقان میں علامہ سیوطیؒ نے تفصیل کو اختیار کیا ہے اور مکی اور مدنی سورتوں کی تعریف میں اقوال العلماء کو بھی نقل کیا مدنی اور مکی صوتوں کو ذکر کرنے بعد مزید حضری وسفری، نہاری ولیلی، صیفی وشتائی، فراشی ونومی، ارضی وسمائی ان اقسام کو بھی ذکر کیا ہے۔ اور پھر ان تمام اقسام کی مثالیں آیات قرآنیہ کے

ساتھ تفصیلاذکر بھی کی ہیں۔مثلا" فی معرفة الحضری و السفری "کاعنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:"أمثلة الحضري كثيرة وأما السفري فله أمثلة تتبعتها منها: {واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى} نزلت بمكة عام حجة الوداع فأخرج ابن أبي حاتم وابن مردويه عن جابر قال: لما طاف النبي صلى الله عليه وسلم قال له عمر: هذا مقام أبينا إبراهيم قال: قال: نعم قال: أفلا نتخذه مصلى؟ فنزلت."[xxiii] حضری کی مثالیں بہت زیادہ ہیں اور بہر حال سفری اس کی بھی کئی مثالیں ہیں ان میں سے میں نے یہ تلاش کیں{واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى} حجۃ الوداع کے سال مکہ میں نازل ہوئی پس اس کی تخریج ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کی وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے طواف کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے فرمایا یہ ہمارے ابا ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں،اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ہم اسے مصلیٰ نہ بنائیں؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔اس طرح علامہ سیوطیؒ نے تفصیل کے اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے مکی و مدنی سورتوں کے علاوہ باقی اقسام کو بھی ذکر کیا اور ان کی مثالیں بھی قرآن سے پیش کیں۔اس کے علاوہ مکی اور مدنی سورتوں کی بحث میں بھی ایک فصل"فصل فی تحرير السور المختلف فيها" قائم کی اور اس کے تحت ان سورتوں کا ذکر کیا جن کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے،اور اسی طرح مکی سورتوں میں مدنی آیات اور مدنی سورتوں میں مکی آیات کا بھی تفصیلاً ذکر کیا ہے۔جب کہ البرہان میں علامہ زرکشیؒ نے اس اسلوب کو اختیار نہیں کیا۔

اختلاف مضامین: البرہان فی علوم القرآن اور الاتقان فی علوم القرآن دونوں کتابوں کے مضامین میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ بہت سے ایسے مضامین ہیں جن کو الاتقان میں تو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے لیکن البرہان میں ان سے متعلق کچھ بیان نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورتوں کے نزول کے اعتبار سے البرہان میں صرف تین انواع:"النوع العاشر: معرفة أول ما نزل من القرآن وآخر ما نزل،النوع الحادي عشر: معرفة على كم لغة نزل،النوع الثاني عشر: في كيفية إنزاله" قائم کی گئی ہیں جبکہ الاتقان میں علامہ سیوطیؒ نے قرآن کریم کے نزول کے اعتبار سے دس انواع:"النوع السابع: معرفة أول ما نزل،النوع الثامن: معرفة آخر ما نزل،النوع التاسع: معرفة سبب النزول،النوع العاشر: فيما أنزل من القرآن على لسان بعض الصحابة،النوع الحادي عشر: ما تكرر نزوله،النوع الثاني عشر: ما تأخر حكمه عن نزوله وما تأخر نزوله عن حكمه، النوع الثالث عشر: ما نزل مفرقا وما نزل جمعا،النوع الرابع عشر: ما نزل مشيعا وما نزل مفردا،النوع الخامس عشر: ما أنزل منه على بعض الأنبياء وما لم ينزل منه على أحد قبل النبي صلى الله عليه وسلم،النوع السادس عشر: في كيفية إنزاله " قائم کی ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ کی الاتقان میں بہت سے ایسے مضامین بھی شامل ہیں جو کہ البرہان میں شامل نہیں ہیں۔اسی طرح"قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا" کی بحث کو البرہان میں ایک مستقل نوع " النوع الحادي عشر: معرفة على كم لغة نزل "قائم کر کے ذکر کیا گیا ہے،

جبکہ الاتقان میں اس بحث کے لیے الگ نوع قائم نہیں کی گئی بلکہ "النوع السادس عشر: في كيفية إنزاله" کے ضمن میں اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ بہت سی ابحاث میں تو دونوں کتابیں مشترک ہیں لیکن کئی ابحاث ایسی بھی ہیں جن کا بیان ایک کتاب میں ہے تو دوسری میں نہیں ہے۔ مثلاً حضری وسفری، صیفی وشتائی، نہاری ولیلی وغیرہ سورتوں و آیات کی بحث الاتقان میں تو ہے لیکن البرہان میں یہ ابحاث شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح "في بيان معاضدة السنة للقرآن" وغیرہ کی بحث البرہان میں ہے لیکن الاتقان میں اس کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

مختلف اقوال نقل کرنے کے اسلوب میں اختلاف: البرہان اور الاتقان میں کسی حکم کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال نقل کرنے کے اسلوب میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ البرہان میں علامہ زرکشیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے اقوال کو نقل کرتے ہیں پھر جو ان میں راجح قول کے قائلین یا جس قول کو اکثر علماء نے اختیار کیا ہو اسے ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ان کی دلیل بھی نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد آخر میں دوسرے مرجوح اقوال کے قائلین کو ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ البرہان میں قرآن کریم کے نزول کے بارے میں تین اقوال کو نقل کیا اور پھر ان میں کو راجح قول ہے اور جس کو اکثر علماء نے اختیار کیا ہے کی نشاندہی کر کے اس کے دلائل کو نقل کیا ہے اور آخر میں دوسرے اقوال کے قائلین کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ الاتقان میں علامہ سیوطیؒ نے اقوال نقل کرنے میں یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ ہر قول کو نقل کرنے کے ساتھ ہی اس کے قائلین اور دلائل کو بھی تحریر کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کے نزول کی کیفیت کے بارے فرماتے ہیں کہ: "اختلف في كيفية إنزاله من اللوح المحفوظ على ثلاثة أقوال: أحدها: وهو الأصح الأشهر أنه نزل إلى سماء الدنيا ليلة القدر جملة واحدة"[xxiv] قرآن کریم کے لوح محفوظ سے نازل ہونے کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تین اقوال پر مشتمل ہے ان میں سے ایک اور سب سے زیادہ مشہور اور صحیح ہے کہ قرآن کریم آسمان دنیا پر لیلۃ القدر کو ایک ہی دفعہ میں (یکبارگی) نازل ہوا۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس کے دلائل کو نقل کرتے ہیں، پھر دوسرا قول نقل کر کے اس کے قائلین اور دلائل نقل کرتے ہیں اور پھر تیسرا قول نقل کر کے اس کے قائلین اور دلائل نقل کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کتابوں میں اقوال نقل کرنے کا اسلوب ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

اسرار و حکم بیان کرنا: دونوں کتابوں میں مصنفین نے مختلف احکام و مسائل میں ان کے اسرار اور حکمتوں کو بھی بیان کرنے کے منہج کو اختیار کیا ہے۔ البتہ اسرار اور حکمتوں کے بیان کرنے کا اسلوب دونوں کا قدرے مختلف ہے۔ علامہ زرکشیؒ کسی بحث کے تحت ایک سوال اٹھاتے ہیں اور اس کے جواب میں پھر اس کے اسرار و حکم کو ذکر کرتے ہیں۔ اور ایک یا دو حکمتوں کو ذکر کرتے ہیں مثلاً نزول قرآن کی کیفیت کی بحث کو بیان کرتے ہوئے سوال اٹھاتے ہیں اور جواب میں اس کی ایک حکمت کو ذکر کرتے ہیں۔ "فإن قيل ما السر في إنزاله جملة إلى السماء"[xxv] پس اگر کہا جائے کہ قرآن کے آسمان دنیا کی طرف یکبارگی نزول میں کیا راز ہے؟ اور پھر آگے جواب میں اس کے اسرار کو بیان کرتے ہیں۔ جبکہ الاتقان میں علامہ سیوطیؒ تنبیہات کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت اس کے اسرار اور حکمتوں کو بیان کرتے ہیں۔

اور اس سے قبل جن حضرات نے اس کے متعلق اسرار و حکم کو بیان کیا ہے ان کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلا قرآن کریم کے یکبار گی آسمان دنیا کی طرف نزول کی حکمتوں کو بیان کرنے کا اسلوب کچھ اس طرح سے ہے۔ "تنبيهات الأول قيل السر في إنزاله جملة إلى السماء تفخيم أمره وأمر من نزل عليه" [xxvi] تنبیھات: نمبر ایک: کہا گیا ہے کہ قرآن کے آسمان دنیا کی طرف یکبار گی نزول کا راز اس کے اور جس پر نازل ہوا کے عظیم المرتبہ ہونے کا اظہار کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ان اسرار و حکم پر اگر کوئی اعتراض کیا گیا ہے تو علامہ سیوطیؒ اس کا مدلل جواب بھی دیتے ہیں۔ اس لیے اسرار و حکم کے بیان کرنے کے اسلوب میں الاتقان فی علوم القرآن کا اسلوب ، البرہان فی علوم القرآن سے بہت عمدہ ہے اور اسے ترجیح حاصل ہے۔

عربی اشعار سے استشہاد: البرہان میں علامہ زرکشیؒ نے عربی اشعار سے استشہاد کے اسلوب کو اختیار نہیں کیا جبکہ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں عربی اشعار کو بطور استشہاد پیش کرنے کے منہج کو اختیار کیا ہے۔ مثلا "في معرفة غريبه" [xxvii] کا عنوان قائم کیا اور پھر اس کے تحت قرآن کریم کے الفاظ غریبہ کے لیے بہت سے عربی اشعار کو بطور استشہاد کے پیش کیا ہے۔ جبکہ البرہان فی علوم القرآن میں علامہ زرکشیؒ نے عربی اشعار کو استشہاد میں پیش نہیں کیا ہے۔

طبقات المفسرین: البرہان مین علامہ زرکشیؒ نے تفسیر اور تاویل کی تعریفات اور ان کے فرق کو واضح کیا ہے اور پھر قرآن کی آیات اور الفاظ کی تفسیر و تاویل کو بیان کیا ہے۔ جبکہ الاتقان مین علامہ سیوطیؒ نے تفسیر و تاویل کی تعریف، فرق کے ساتھ ساتھ اس کے آداب اور شرائط کو بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد مستقل عنوان "في طبقات المفسرين" [xxviii] قائم کر کے مشہور صحابہ و تابعین مفسرین کو بھی ذکر کیا اور مفسرین کے طبقات کو بھی ذکر کیا ہے۔ جبکہ البرہان میں مفسرین کے طبقات کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

3۔ خلاصہ بحث: علوم القرآن سے متعلق دونوں کتابوں کے منہج و اسلوب کے اتفاقی اور اختلافی امور کے تقابلی جائزہ میں مندرجہ ذیل نکات نمایاں طور پر سامنے آئے ہیں۔

1. کسی بھی عنوان پر سابقہ تحریر شدہ مشہور کتب کا تذکرہ کرنے کے اسلوب میں دونوں کتب یکساں ہیں۔
2. قرآن کریم سے استدلال اور استشہاد کو دونوں کتابوں میں اختیار کیا گیا ہے۔
3. کتب مذکورہ میں قرآن کریم سے متعلق کسی بھی مذکورہ عنوان یا اصطلاح کی مثالیں قرآن کریم سے ہی بیان کی گئی ہیں۔
4. دونوں کتب میں حدیث کو بھی مستدل بنایا گیا ہے۔
5. متن حدیث کو نقل کرنے اور حدیث پر حکم لگانے یا نہ لگانے میں بھی دونوں کتب کا منہج ایک جیسا ہے۔
6. بہت سے عنوانات پر البرہان فی علوم القرآن میں اختصار کے اسلوب کو اپنایا گیا ہے جبکہ الاتقان فی علوم القرآن میں اکثر عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

7. البرہان میں بعض ایسے عنوانات پر بحث شامل کی گئی ہے جن پر الاتقان میں بحث نہیں کی گئی، اسی طرح الاتقان میں بہت سارے ایسے عنوانات پر بحث ہے جن کو البرہان میں بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا۔
8. علماء کے مختلف اقوال اور ان کے دلائل نقل کرنے میں دونوں کتابوں کا اسلوب مختلف ہے۔
9. دونوں کتابوں میں مختلف احکام کے اسرار و حکمتیں بیان کرنے کا اسلوب بھی یکساں نہیں ہے۔
10. الاتقان میں عربی اشعار کو بطور استشہاد پیش کیا گیا ہے جبکہ البرہان میں عربی اشعار بطور استشہاد پیش نہیں کیا گیا۔
11. البرہان میں صرف علوم القرآن پر ابحاث شامل ہیں جبکہ الاتقان میں طبقات المفسرین کو بھی اختصاراً ذکر کیا گیا ہے۔
12. منہج و اسلوب کے بعض مذکورہ اختلافی امور کی وجہ سے الاتقان فی علوم القرآن کو البرہان فی علوم القرآن پر ترجیح حاصل ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[i] آپ 745ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے شیخ جمال الدین الاسنوی اور سراج الدین البلقینی سے علم حاصل کیا۔ شیخ شہاب الدین الاذرعی اور ابن کثیر سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ امام، فقیہ، اصولی اور ادیب تھے۔ آپ کثیر التصانیف تھے ان میں سے چند مشہور تکملہ شرح المنهاج للاسنوی، النکت علی البخاری، البحر فی الاصول، شرح جمع الجوامع لسبکی، شرح علوم الحدیث لابن الصلاح ہیں۔ آپ نے رجب 794ھ میں قاہرہ میں وفات پائی۔

العسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر (متوفی 852ھ)، الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد الھند، طبع: دوم، 1392ھ، 1972م، 135/5۔

Al 'sqalanī, Aḥmad bin Alī bin Muḥaamad bin Aḥmad bin Ḥajar (dead: 852 A.H), Al Durar al Kaminah Fi A'yān al Mi,ah al Thaminah , Majlas Dā'irah al Ma'ārif al Uthmāniah, Haydarābād India, 2nd Edition, 1392 A.H-1972 A.D, 5/135.

[ii] آپ 849ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ امام، حافظ، مؤرخ اور ادیب تھے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد تقریباً چھ سو ہے۔ آپ اپنے زمانے کے علم حدیث، اس کے فنون و رجال اور سند او متنا حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ان سے منقول ہے کہ انھیں دو ہزار احادیث یاد ہیں۔ اپنی عمر کے چالیس سال کے بعد دریائے نیل کے کنارے گوشہ نشینی اختیار کی اور اکثر کتب وہیں لکھیں۔ آپ کی مشہور تصانیف: الاشباہ و النظائر، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور اور انباہ الاذکیاء لحیاۃ الانبیاء وغیرہ ہیں۔

عبد الحی بن احمد بن محمد الحنبلی (متوفی: 1089ھ)، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، طبع: اول، 1406ھ، 1986م، 74/10، 75۔

Abd al Ḥay bin Aḥmad bin Muḥammad Al Ḥambalī (dead:1089 A.H), Shadharāt al Dhahab Fi Akhbāri Man Dhahab, Dār ibn Kathīr, Dimishq, beirūt, 1st Edition, 1406 A.H-1986 A.D, 10, 74 ,75.

[iii] الزرکشی، بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بھادر (متوفی: 794ھ)، البرہان فی علوم القرآن، دار احیاء الکتب العربیہ، طبع: اول، 1376ھ-1957م، 1/112۔

Al Zarkashī, Badr al Dīn Mhuḥammad bin Abdullah bn Bahadar (dead:794), Al Burhān Fi 'Ulūm Al Qurān, Dār Iḥyā' al Kutub al Arabiyyah, 1st Edition, 1376-1957, 1/112.

[iv] البرہان فی علوم القرآن، 1/35۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/35.

[v] البرہان فی علوم القرآن، 1/155۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/155.

[vi] السیوطی، جلال الدین (المتوفی: 911ھ)، الاتقان فی علوم القرآن، الھیئۃ المصریہ العامۃ للکتاب، 1394ھ-1974م، 1/107۔

Al Sayūtī, Jalāl Dīn (dead:911), Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, Al Haya,h al Miṣriyyah al āmah lil Kitāb, 1394-1974, 1/107.

[vii] الاتقان فی علوم القرآن، 2/3۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 2/3.

[viii] الحج: 52۔

Al Ḥaj: 52.

[ix] البرھان فی علوم القرآن، 2/29۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 2/29.

[x] الاتقان فی علوم القرآن، 3/66۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 3/66.

[xi] البرہان فی علوم القرآن، 2/90۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 2/90.

[xii] الاتقان فی علوم القرآن، 4/4۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 4/4.

[xiii] البرہان فی علوم القرآن، 1/343۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/343.

[xiv] البرہان فی علوم القرآن، 1/228۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/228.

[xv] البرہان فی علوم القرآن، 1/432۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/432.

[xvi] البرہان فی علوم القرآن، 1/228۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/228

[xvii] البرہان فی علوم القرآن، 2/129۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 2/129.

[xviii] الاتقان فی علوم القرآن، 1/359۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/359.

[xix] الاتقان فی علوم القرآن، 1/138۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān,1/138.

[xx] الاتقان فی علوم القرآن 1/138۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/138.

[xxi] البرہان فی علوم القرآن، 1/486۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/486.

[xxii] الاتقان فی علوم القرآن، 1/142۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/142.

[xxiii] الاتقان فی علوم القرآن، 1/73۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/73.

[xxiv] الاتقان فی علوم القرآن، 1/146۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/146.

[xxv] البرھان فی علوم القرآن، 1/230۔

Al Burhān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/230.

[xxvi] الاتقان فی علوم القرآن، 1/149۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 1/149.

[xxvii] الاتقان فی علوم القرآن، 2/3۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 2/3.

[xxviii] الاتقان فی علوم القرآن، 4/233۔

Al Itqān Fi ’Ulūm Al Qurān, 4/233.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.